طرح یہیں سے کھاتے رہتے۔ البتہ بعض گنجائش والے طلبہ اپنے گھروں سے کچھ زادراہ ساتھ لاتے بھی تھے۔ بعض اوقات گھروں میں ان طلبہ کو کام کاج بھی کرنا پڑتا اور انہیں یکسوئی کے ساتھ تعلیم کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں ملتی تھی۔

☆ دارالعلوم کے فقروفاقہ کی ایک مثال :۔

استاذ عبدالباقی اساتذہ کے انبوہ سے دارالعلوم کی ماضی اور عہد حاضر کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے مخاطب ہیں :

اے محترم اساتذہ! آپ لوگوں نے دوران تعلیم کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ ابھی تو تعلیم کے علاوہ طلبہ کو ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ ایک دور ایسا بھی گزرا ہے کہ دارالعلوم میں صرف ایک دیسی بچھونا ہوتا تھا۔ (جسے مقامی زبان میں "چھرا" کہا جاتا ہے اور بکری کے بالوں سے بنتا ہے) سردیوں میں رات کو یہ ٹاٹ نما بچھونا اوڑھنے کے لئے طلباء ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی تگ و دو میں ہوتے۔ جس کی قسمت میں یہ بچھونا آتا، وہ بڑا خوش قسمت شمار ہوتا۔

ایک روز مولوی محمد بشیر کاشفی بلغار سے تشریف لائے اور ناظم مفتی کریم بخش کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ اور رات گزارنے کے لئے مدرسہ تشریف لائے۔ مجھے حافظ کریم بخش نے یہ حکم دے کر بھیجا کہ مہمان گرامی پر وہ اکلوتا بچھونا ڈال دے۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ یکتا بچھونا تو چند کونیسی طلباء اپنے اوپر تان کر لیٹ گئے ہیں۔ امر واقعہ یہ تھا کہ ان طلباء کو نیند نہیں آئی تھی۔ مگر انہوں نے بتکلف محو خواب ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ وہ لباس ان کے اوپر سے اٹھایا نہ جائے۔ مگر میں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ بلکہ یہ کہ کر وہ ان کے اوپر سے اٹھا ہی لیا کہ ان بچاروں کو بیدار نہیں کریں گے کیونکہ یہ لوگ سوگئے ہیں۔ اور مہمان گرامی پر ڈال دیا۔ اس طرح یہ طلباء رات بھر سردی میں ٹھٹھرتے رہے۔ اور اپنی مہمان نوازی کا بھرم رکھنے میں کامیاب وکامران رہے۔

(جاری ہے)

غیبت ایک معاشرتی وبا

محمد ایوب غلام

جس معاشرے کی بنیاد خلوص ' محبت ' ایثار ' قربانی اور امداد باھمی پر ہو وہ راحت و سکون اور امن و چین کا گہوارہ ہوتا ہے۔ ہر وہ انسان جس کے سینہ میں دل ہے ' انسانیت شناس ہے ' ایسے ہی معاشرے کی تمنا و آرزو کرتا ہے جو کہ ایک جسم ' ایک ہی کنبہ و خاندان کی طرح ہر کسی کے دکھ درد ' غمی و خوشی میں شریک ہو۔ ہمارا دین بھی ایسے اچھے معاشرے کے قیام پر زور دیتا ہے کیونکہ معاشرہ کی خرابی گلشن زندگی کا لطف و سکون چھین لیتی ہے۔ معاشرہ کی اچھائی اور برائی کا انحصار عام طور پر زبان کے استعمال پر ہوتا ہے۔ زبان کے ذریعے بڑے بڑے شر و فساد اٹھتے ہیں ' جنگ و جدال کی نوبت آتی ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث میں زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید آئی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) ماالنجاة؟ قال امسك عليك لسانك وليسعك بيتك وابك على خطيئتك (ابو داؤد ' ترمذی ' ابواب الزھد) "کس چیز میں نجات ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اپنے زبان کی حفاظت کرو اور تمہارا گھر تمہیں کافی ہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو" یعنی زیادہ گپ شپ میں لگنے کی بجائے گھر میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوت کلام پاک میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرو ' تنہائی میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر روتے رہو۔ ان شاء اللہ اسی میں نجات ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے ﴿ولا تقف ماليس لك به علم ان السمع والبصر والفئواد كل اولٰئك كان عنه مسئولا﴾ (سورۃ الاسراء آیت ۳۶)

"اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بیشک کان ' آنکھ اور دل ان سب ہی کے بارے میں باز پرس ہوگی" وقال تعالیٰ ما يلفظ من قول الالديه رقيب عتيد (سورۃ ق آیت ۱۸) انسان جو لفظ بھی بولتا ہے تو اس کے پاس ہی ایک نگران تیار ہے جو فوراً نوٹ کر لیتا ہے۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليقل خيرا اوليصمت (بخاری کتاب الادب ' مسلم کتاب اللقطة) "جو شخص اللہ پاک اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے" نیز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا من يضمن لی مابين لحييه ومابين رجليه اضمن له الجنة (بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان) "جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی

ضمانت دیدے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان اللّٰہ تعالیٰ مایلقی لھا بالاً یرفعه اللّٰہ بھادرجات وان العبد لیتکلم بالکلمة من سخط اللّٰہ تعالیٰ لا یلقی لھا بالایھوی بھا فی جھنم (بخاری کتاب الرقاق) "بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی ایک بات کرتا ہے' اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی' لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرمادیتا ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ بات کرتا ہے' جس کی طرف اس کا خیال بھی نہیں ہوتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جاگرتا ہے" لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ بات کرنے سے پہلے تولے پھر بولے۔ کیونکہ زبان کے تھوڑے سے غلط استعمال سے سارے اعمال برباد ہو سکتے ہیں' اور انسان لاشعوری طور پر جنت کے بجائے جہنم کا ایندھن بن سکتا ہے۔ العیاذباللہ۔

عن معاذ رضی اللّٰہ عنه قال قلت یا رسول اللّٰہ :أخبرنی بعمل یدخلنی الجنة ویباعدنی من النار۔ قال: لقد سألت عن عظیم وانه لیسیر علی من یسره اللّٰہ تعالیٰ علیه تعبداللّٰہ لاتشرك به شیئا وتقیم الصلاة وتؤتی الزکاة وتصوم رمضان وتحج البیت۔ ثم قال: ألا ادلك علی ابواب الخیر؟ الصوم جنة و الصدقة تطفیٔ الخطیئة کما یطفیٔ الماء النار وصلاة الرجل من جوف اللیل ثم تلا ﴿تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع﴾ حتی بلغ ﴿یعملون﴾ (سورۃ السجدۃ آیت ۱۶۔۱۷) ثم قال:الاأخبرك برأس الامر وعموده وذروة سنامه؟ قلت بلی یا رسول اللّٰہ۔ قال:رأس الامر الاسلام وعموده الصلاة وذروة سنامه الجھاد۔ ثم قال:ألااخبرك بملاك ذالك کله؟قلت بلیٰ یا رسول اللّٰہ۔ فأخذ بلسانه فقال"کف علیك ھذا" قلت یا رسول اللّٰہ وانا لمؤاخذون بما نتکلم به؟فقال"ثکلتك امكٰ وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم الاحصائد السنتھم؟"(رواہ الترمذی ابواب الایمان وقال حدیث حسن صحیح)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تو نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے لیکن یہ اس شخص کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرمادے۔ اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو' نماز قائم کرو' زکواۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو' بیت اللہ کا حج کرو" پھر فرمایا: "کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو اس طرح بجھادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا

دیتا ہے' آدمی کا رات کے آخری حصے میں نماز پڑھنا بھی گناہوں کی معافی میں بہت موثر ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی "ان کے پہلو گرم نرم بستروں سے دور رہتے ہیں" (یعملون) تک۔ پھر فرمایا "کیا میں تجھے دین کی چوٹی' اس کا ستون اور کوھان کی بلندی نہ بتلاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور کوھان کی بلندی جہاد ہے" پھر فرمایا "تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟" میں نے کہا: کیوں نہیں۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا "اس کو روک کے رکھو" میں نے عرض کیا: زبان کے ذریعہ سے جو گفتگو کرتے ہیں اس پر بھی ہماری گرفت ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تیری ماں تجھے گم پائے' جہنم میں زیادہ تر لوگوں کو اپنی زبانوں کی کٹائی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گے"

اللهم اعذنا من عذاب النار

زبان کا غلط استعمال آپس کے تعلقات میں زہر گھول دیتا ہے۔ اس حقیقت سے شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ غیبت کرنا زبان کا بدترین استعمال ہے۔ معاشرہ کی بنیاد کھوکھلی کر کے بغض و عداوت اور نفرت کا بیج بونے میں غیبت کو بڑا دخل ہے۔ یہ ایک یقینی بات ہے کہ دو افراد کے آپس کے تعلقات دوستانہ ہوں' ایک دوسرے پر فدا ہو' خلوص ہو' محبت ہو' ہمدردی بھی' لیکن اگر اس شخص کو علم ہو جائے کہ اس کے دوست نے اس کی عدم موجودگی میں کسی سے اس کی برائی بیان کی ہے۔ تو یقیناً وہ اپنے دل میں اس کے لئے وہ محبت و خلوص نہیں رکھے گا جو پہلے تھا بلکہ نفرت پیدا ہو جائے گی۔ یہ ایک فطری رد عمل ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے معاشرے میں غیبت کی بہتات ہے۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ' صوم وصلاۃ کے پابند' عوام اور خواص تک اس مرض میں مبتلا ہیں الا ماشاء اللہ۔ پورا معاشرہ اس مہلک بیماری میں غرق ہے خصوصاً جب بھی دو عورتوں کی ملاقات ہوتی ہے تو کسی کی تعریف کر کے اوج ثریا پر پہنچا دیتی ہیں' کسی کی تنقیص کر کے اسفل السافلین میں گرا دیتی ہیں۔ اس طرح پورے معاشرے نے اس مذموم فعل کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ درحقیقت اس تباہ کن' سنگین اور مہلک وبا نے سب کو اپنے لپیٹ میں لیا ہے۔ جس معاشرے میں غیبت کی وبا نہ ہو وہ بہت سی خرابیوں' برائیوں اور فتنہ و فساد سے مامون ہوتا ہے۔ ایسے معاشرے میں سازشیں پرورش نہیں پا سکتیں' ایک کے عیب دوسرے کے کانوں تک نہیں پہنچ پاتے۔ اس طرح معاشرے میں اخوت و مودت' محبت و دوستی اور ہمدردی کی فراوانی ہوتی ہے۔

غیبت کی لت کا سب سے بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اگر غیبت کرنے سے روکا جائے تو اس سے باز آنا درکنار' یہ حقیقت تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیتے ہیں کہ وہ غیبت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔غیبت جسے لوگ گناہ ہی تصور نہیں کرتے اللہ پاک کے ہاں سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔ ہمارے نزدیک غیبت جس قدر ارزاں ہے اللہ پاک کے نزدیک اسی قدر گراں ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کی تعریف نہایت واضح طور پر کی ہے اور اس کے مرتکب کو سخت ترین سزا کا مستحق قرار دیا ہے۔

غیبت کیا ہے ؟

غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس انداز میں اس کا تذکرہ کرنا کہ اگر وہ سن لے تو اسے ناگواری محسوس ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اتدرون ماالغیبة؟ قالوا اللّٰہ و رسولہ اعلم۔ قال ذکرك اخاك بما یکرہ۔ قیل افرأیت ان کان فی اخی ما اقول؟ قال ان کان فیہ ماتقول فقد اغتبتہ' وان لم یکن فیہ ماتقول فقد بھتہ۔ (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۲۳) کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی زیادہ علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا اپنے کسی بھائی کے متعلق ایسا ذکر کرنا جس سے اس کو ناگواری اور ملال ہو۔ بس یہی غیبت ہے" کسی نے عرض کیا کہ اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی بیان کروں جو واقعتاً اس میں موجود ہو تو کیا یہ بھی غیبت ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غیبت تب ہی ہوگی جب وہ برائی اس میں موجود ہو' اگر اس میں وہ برائی موجود ہی نہیں جس کا تم نے ذکر کیا تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

شریعت نے غیبت کو بدترین گناہ قرار دیا ہے اللہ پاک نے قرآن حکیم میں اس کی تشبیہ انتہائی مکروہ ترین چیز سے دی ہے تاکہ ہر مسلمان کا دل ہی غیبت سے متنفر ہو جائے۔ ایسی خطرناک ناپسندیدہ مثال کم ہی دستیاب ہوگی۔

﴿یاایھاالذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکر ھتموہ واتقوااللّٰہ ان اللّٰہ تواب رحیم (الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو! بہت سارے گمان سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگے رہا کرو' اور کسی کی غیبت نہ کیا کرو' کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے ؟ اس سے ضرور ہی تمہیں کراہت آتی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو' بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت باہمی حقوق و آداب معاشرت کے متعلق احکام پر مشتمل ہے۔ اس میں تین چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔

ا۔ ظن :۔اللہ پاک کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھنا واجب ہے اور بد گمانی سے منع کیا گیا ہے۔ بد گمانی سے شدید ترین نقصانات کا اندیشہ ہوتا ہے۔ آج کل کے مسلمانوں میں بد گمانی وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے دوستوں کی محبت منافرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر معاشرے کا ہر شخص بد گمانی کو اپنے دل سے نکال دے تو ہر ایک کی زندگی راحت و مسرت کا گہوارہ بن جائے گی۔

۲۔ تجسّس :۔ کسی کے پوشیدہ عیب کی تلاش اور سراغ رسانی' چھپ چھپ کر باتیں سننا انتہائی ذلیل حرکت اور گناہ ہے۔

۳۔ غیبت :۔ کسی کے عیب کو اسکی عدم موجودگی میں زبان' تحریر' حرکات و سکنات یا کسی اور طریقے سے بیان کرنا۔ شریعت میں یہی غیبت کہلاتی ہے جو کہ واضح طور پر حرام ہے۔ اللہ پاک نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر حد درجہ گھناؤنا ہونے کا احساس دلایا ہے۔ مردار گوشت بھی کسی جانور کا نہیں بلکہ انسان کا' انسان بھی کوئی غیر نہیں اپنا ہی بھائی ہو' اللہ پاک نے کتنے خطرناک انداز میں تشبیہ دی ہے تاکہ ہر انسان اپنے ضمیر سے پوچھ کر فیصلہ کرے کیا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے لئے تیار ہے؟ اللہ کی قسم کوئی انسان بھی چاہے کتنا ہی پتھر دل کیوں نہ ہو اپنے مرے ہوئے بھائی کی لاش کھانے کے لئے کسی صورت میں تیار نہ ہوگا۔ انسان کی فطرت اس چیز سے گھن کھاتی ہے جب کوئی شخص اپنے بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا تو آخر کیسے یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا۔ نہ اس کو خبر ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم ظلم المسلم)"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون بہانا اور اس کا مال ہتھیانا اور اس کی بے عزتی کرنا حرام ہے" غیبت ایک ایسا بدترین' مہلک ترین گناہ ہے جس میں اللہ پاک کے حق کے ساتھ حقوق العباد بھی پامال ہوتے ہیں۔ جس کو اللہ پاک اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ حقوق انسانی کے عالمی اور دائمی منشور میں محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان دماء کم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا۔ ألا هل بلغت؟ (بخاری کتاب العلم کتاب الحج' مسلم کتاب الحج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن منیٰ میں اپنے خطبے میں فرمایا "بیشک تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس شہر میں ہے' سنو کیا میں

نے اللہ کے احکام پہنچادیئے ؟ جس طرح دس ذوالحجہ کا دن' ذوالحجہ کا مہینہ اور شہر مکہ حرمت والے ہیں اسی طرح ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کا خون' مال اور اس کی عزت و آبرو قابل احترام ہے۔

یعنی کوئی مسلمان ناجائز طریقے سے کسی مسلمان کو نہ قتل کرے' نہ اس کا مال چھین لے اور نہ اس کی بے عزتی کرے۔ غیبت بھی ایک ظلم و زیادتی ہی ہے اسی لئے شریعت میں غیبت کو سنگین ترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے :ویل لکل همزة لمزة (سورة الهمزة) "بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب جو' غیبت کرنے والا ہے " همزه اور لمزه بعض کے نزدیک ہم معنی ہیں' بعض اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔ (همزة) وہ شخص ہے جو رو در رو برائی بیان کرے (لمزہ) وہ ہے جو پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ بعض کہتے ہیں همز آنکھوں ہاتھوں کے اشارے سے برائی کرنا ہے۔ لمز زبان سے برائی بیان کرنا ہے۔ (احسن البیان تفسیر سورہ ھمزہ صفحہ ۱۷۴۲)

بہر حال غیبت کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس کی کئی اقسام ہیں۔ اللہ پاک نے غیبت کو حرام قرار دے کر سختی سے منع فرمایا۔ احادیث شریفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی غیبت سے سختی سے روکا اور غیبت کرنے والوں کے خطرناک انجام سے آگاہ کیا۔ لما عرج بی مررت بقوم لهم اظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم فقلت من هولاء يا جبريل؟ قال: هولاء الذين يأكلون لحوم الناس ويقعون فى اعراضهم (ابو داؤد' کتاب الادب' باب الغیبۃ) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوا میرا گذر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو اتنے سخت عذاب میں مبتلا ہیں ؟ جبرئیل نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی میں لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے' یعنی اللہ کے بندوں کی غیبتیں کیا کرتے تھے اور ان کی آبرو سے کھیلتے تھے' عزتیں پامال کرتے تھے' ان کی برائی بیان کر کے ان کے وقار کو مجروح کرتے تھے' اس لئے انہیں یہ اذیت ناک سزا دی جارہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا عیب بیان کر کے ایک لقمہ کھائے گا اللہ پاک اس کو اتنا ہی لقمہ جہنم سے کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا عیب بیان کر کے ایک کپڑا پہنے گا اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی کپڑا جہنم سے پہنادے گا۔ (ابو داؤد جلد دوم ۳۲۲) "فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :يامعشرمن امن بلسانه ولم يدخل الايمان فى قلبه لاتغتابواالمسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فانه من اتبع عوراتهم يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضحه فى بيته (ابو داؤد جلد دوم ۳۲۱) "اے وہ لوگو جو زبان سے تو ایمان لاتے ہو لیکن ایمان دلوں کے اندر نہیں اترا ہے نہ مسلمان کی غیبت کرو' نہ ان کے عیوب کی تلاش میں رہو کیونکہ

جو شخص ان کے عیوب کی تلاش میں رہے گا اللہ پاک بھی اس کے عیب کو تلاش کرے گا اور جس کے عیب کی تلاش اللہ پاک کرے گا تو اسکو گھر کے اندر رہتے ہوئے بھی ذلیل و خوار کر دیگا"

کسی مسلمان کی غیبت کرنا اس کی برائیوں اور کمزوریوں کی ٹوہ میں لگے رہنا' اس کے عیوب اور نقائص کی تشہیر کرنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔ ایسا فعل بد وہی بد بخت سر انجام دیتا ہے جس کا دعوائے اسلام صرف زبانی حد تک ہوتا ہے۔ ایمان صحیح معنوں میں دل میں جاگزیں نہیں ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں کے قریب سے گزرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو چھڑی لائے گا۔ یہ سن کر میں اور ایک آدمی چھڑی لانے کے لئے دوڑے اور ہم دونوں ایک چھڑی لائے تو آپؐ نے اس کے دو حصے کر دئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک حصہ نصب کر دیا۔ پھر فرمایا ان دونوں کے عذاب میں اس سے تخفیف ہوگی۔ یہ دونوں غیبت اور پیشاب سے عدم پرہیز کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہیں۔ (مسند احمد جلد ۳۹/۵)

لہذا غیبت کرنا اور سننا دونوں سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

والذين هم عن اللغو معرضون (سورۃ المومنون ۳) مومن بے ہودہ گوئی یعنی غیبت سب و شتم' جھوٹ وغیرہ سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه﴾ (سورہ قصص ۵۵) اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ غیبت اور لایعنی باتوں سے کنارہ کش رہنا اہل ایمان کا شیوہ ہے اور ان کو اس سے اعراض کرنے کا حکم ہے۔ واضح ہوا کہ غیبت سننا بھی حرام ہے کیونکہ یہ بھی لغو میں شامل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے گوشت کا دفاع کرے تو اللہ پاک پر اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے (مسند احمد ۴۶۱/۶) من رد عن عرض أخيه رد الله عن وجهه النار يوم القيامة (ترمذی ابواب البرو الصلة) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے منہ کو جہنم کی آگ سے دور کر دے گا۔

کسی مجلس میں کسی مسلمان کی عیب جوئی کر کے اس کی توہین و تنقیص کی جا رہی ہو تو اس کا دفاع کیا جائے اور اہل مجلس کو اس مذموم فعل سے روکا جائے اور ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے تو غیبت کے خلاف اس مہم پر جنت کا سزاوار

ہو گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: أين مالك بن الدخشم؟ فقال رجل ذلك منافق لا يحب الله ولا رسوله فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم "لا تقل ذلك ألا تراه قد قال لا اله الاالله يبتغي بذلك وجه الله" (متفق علیه بخاری کتاب الصلاة مسلم کتاب المساجد) "مالک بن دخشم کہاں ہے؟ تو ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بات مت کہو' کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے کلمہ پڑھا ہے اس سے اس کا ارادہ اللہ کی رضا ہی حاصل کرنا ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جہنم کی آگ میں خلود حرام کر دی ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کی تلاش میں لا الہ الا اللہ کہا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی غیبت کرنا حرام اور ممنوع ہے"۔

امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عليكم بذكرالله تعالیٰ فانه شفاء واياكم وذكرالناس فانه داء (احیاء علوم الدین امام غزالی) "اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو بیشک یہ شفاء ہے اور لوگوں کا ذکر (غیبت) نہ کیا کرو' یہ عین بیماری ہے"

حضرت زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام نے کسی شخص کو کسی کی غیبت کرتے ہوئے سنا تو آپ نے اس کو خاموش رہنے کو کہا اور فرمایا "یہ کتوں کی غذا ہے" (احیاء علوم الدین امام غزالی)

امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے زندگی بھر کسی کی غیبت نہیں کی ہے۔ مجھے اللہ پاک سے یہی امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے غیبت کے متعلق سوال نہ ہو گا۔

ایک شخص حضرت حسن بصری کی غیبت کیا کرتا تھا آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اس کو کھجور کی تھیلی روانہ فرمایا اور یہ پیغام بھیجا کہ تم میری غیبت کر کے اپنی نیکیاں مجھے دے رہے ہو۔ اس کے صلے میں یہ تھوڑا سا تحفہ ارسال کر رہا ہوں اگرچہ تمہاری گفٹ کا بدلہ تو مجھ سے ادا نہیں ہو سکتا لیکن مجھے امید ہے تم اسے قبول کرو گے۔ (احیاء علوم الدین)

غیبت کرنے والے کی نظر دوسرے کے عیوب پر ہوتی ہے اسے اپنے عیوب کی طرف توجہ ہی نہیں رہتی' اس لئے اپنی اصلاح کی فکر ہی نہیں رہتی۔ جس کی اپنے عیوب پر نظر رہتی ہے' اسے اپنی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر دور حاضر میں ہر شخص معاشرتی و سیاسی مبصر بنا بیٹھا ہے۔ دوسروں کے عیوب پر کڑی نظر رہتی ہے' دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے مگر اپنا شہتیر ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آتا۔